جناب مفتی غلام الرحمٰن
استاذ حدیث و مفتی دارالعلوم حقانیہ

اسلامی قوانین، جامعیت و اہمیت

انسان مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے معاشرہ سے اس کا تعلق لازمی ہے۔ تجرد، انفرادیت اور رہبانیت شرعاً اور عقلاً ہر لحاظ سے قبیح سمجھی جاتی ہیں۔ انسان کائنات عالم کی خوبصورتی اور زینت ہے۔ یہ خوبصورتی ایک اچھے معاشرہ کی صورت میں باقی رہے گی۔ انسان کی ضروریات اور حوائج کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان اپنے جملہ ضروریات بذات خود پورا نہیں کر سکتا بلکہ معاشرہ میں رہ کر ایک دوسرے سے فائدہ اور استفادہ کی ضرورت ہوگی۔

قانون کی حقیقت | فائدہ اور استفادہ میں اگر انسان کو کھلی طور پر اجازت دی جائے اس پر کوئی پابندی نہ رہے تو اس سے انسان کی زندگی تباہ ہوگی۔ ایسی صورت میں جبر و تشدد، حرص و لالچ، ظلم و ستم اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہوگا۔ انسانی زندگی گذارنے کے لئے، انسانی معاشرہ کے لئے ضابطہ حیات ضروری امر ہے جس میں معاشرہ بربادی سے محفوظ ہو۔ انسان کی زندگی کا کوئی مرحلہ ایسا نہیں جس میں اس کو قانون کی ضرورت نہ ہو۔ مثلاً اگر انسان کی ابتدائی زندگی یعنی بچپن میں اس کی زندگی کا تحفظ قانونی ذریعہ سے نہ ہو۔ تو اس سے اس کی تربیت و تعلیم کا پیارا مرحلہ ضائع ہو سکتا ہے۔ اگر جوانی میں ضابطہ حیات کی پابندی کا احساس نہ ہو تو اس سے انسان شباب کے وقت ایسی راہ پر چل سکتا ہے جس سے تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔ اگر بڑھاپے اور ناتوانی کی حالت میں انسان کو مکمل تحفظ میسر نہ ہو تو اس سے خودکشی جیسے قبیح امور کے ارتکاب کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ غرض انسان زندگی کے ہر مرحلہ میں کسی نہ کسی ضابطہ حیات کا محتاج ہے۔

انسانی زندگی کے سنوارنے کے لئے اس ضابطہ حیات کا دوسرا نام "قانون" اور "آئین" ہے، علماء قانون کی نظر میں جامع تعریف یوں کی گئی ہے۔ قانون ایسے مجموعہ کا نام ہے جس میں مروجہ مسلمہ، سماجی، معاشی تہذیبی اور سیاسی قدروں کا تحفظ کیا جاتا ہے۔

قانون کی ضرورت اسلام کی نظر میں تو مکلف انسان قانون اور ضابطے کا باقاعدہ پابند ہے۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " الدنیا سجن المومن "، دنیا مسلمان کے لئے ایک جیل خانہ ہے جہاں اس کی ہر ایک حرکت قانون اور ضابطہ کے تحت ہوگی۔ مذہب کے لحاظ سے یہ پابندی لازمی امر ہے۔ آج کے نام نہاد جمہوریت پسند اور حریت پسند لوگ بھی قانون کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔ ان کے ہاں بھی قانون کی پابندی لازمی امر ہے۔ اگرچہ زبان پر آزادی کا پیارا نعرہ ہر وقت دھوکہ دینے کے لئے حاضر رہتا ہے۔ لیکن ان کی آزادی کی حقیقت صرف اور صرف مذہب اور عقیدہ سے آزادی سے عبارت ہے۔ آج اگر یورپی ممالک کی مثال لی جائے تو وہاں پر قانون کی ضرورت سب سے زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔ مثلاً لاکھوں لوگ مغربی ممالک میں رہائش چاہتے ہیں لیکن قانون کی پیچیدگی کی وجہ سے وہاں رہائش نہیں رکھ سکتے۔ قانون ہی ان لاکھوں افراد کی خواہش کی تکمیل کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔ اگر انسانی خواہش کو پابند رکھنا جرم ہو تو پھر سب سے بڑے مجرم آج ترقی یافتہ ممالک ہیں۔ جنہوں نے غریب ممالک کے لوگوں پر اپنے ملک کے دروازے بند کر دئے ہیں۔ ان ممالک میں تاجر و مالک، کارخانہ دار اور مزدور کے درمیان تعلقات بنانے کا واحد ذریعہ قانون سمجھا جاتا ہے۔ جب ترقی یافتہ ممالک کی کشتی قانون کے بغیر نہیں چل سکتی تو ترقی پذیر ممالک میں قانون کی ضرورت اس سے بھی زیادہ ہونی چاہئے۔

قانون کی ابتداء اسلامی نقطہ نظر سے قانون کی بنیاد ہبوط آدم سے شروع ہوئی ہے۔ گویا انسان کو جب خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا گیا تو خلافت چلانے کے لئے قانون کی ضرورت خود بخود محسوس ہوئی۔ موجودہ دور کے قانونی ماہرین کی رائے یہ ہے کہ خاندان اور قبیلہ کے وجود کے ساتھ ہی دنیا میں قانون کا ظہور ہوا۔

انسان نے حرص اور لالچ سے جب ہم نوع کے حقوق پر دست درازی شروع کی تو حفاظت حقوق کے فطری جذبہ نے لوگوں کے اندر قانون کی ضرورت کا احساس ابھارا۔ چنانچہ غیر اختیاری طور پر خاندانوں اور قبیلوں میں عرف رواج یا دوسرے ایسے قواعد پیدا ہوئے جس کے تحت زندگی گذارنی ضروری ہوئی۔ جوں جوں خاندان اور قبیلہ میں وسعت پیدا ہوئی۔ تو قانون کی ضرورت میں شدت پیدا ہوتی رہی۔ اس شدت کے ساتھ قانون کو معاشرہ کے حالات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے جدت اور تبدیلی لازمی رہی۔ یہ قانون کے لئے اگرچہ طفولیت کے ادوار تھے۔ لیکن پھر ایک خاندان اور قبیلہ میں قانون لازمی امر رہا۔ خاندان اور قبیلہ سے انسانی معاشرہ جب ریاست کی شکل میں تبدیل ہوا تو قانون نے دوسرا قدم اٹھایا۔ اور جب ریاست سے سلطنت اور حکومت کی صورتیں سامنے آئیں تو اس سے قانون میں اور بھی جدت پیدا ہوئی۔ گویا انسانی زندگی کے اول روز سے قانون کو

اہم حیثیت حاصل ہے۔

قانون کی قسمیں تاریخ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسانی معاشرہ کے اصلاح کے لئے دو قسم کے قوانین وضع ہوئے پہلی قسم وہ ہے جو انسانی نے خود اپنے لئے بنایا۔ مقنن خود بھی اس کا پابند رہا۔ اس قانون میں عموماً وقت اور حالت کی رعایت ہوتی رہی۔ مقنن ماحول کے حالات کو مدنظر رکھ کر قانون مرتب کرتا رہا جب حالت کی تبدیلی ایک لازمی امر تھا تو اس قانون میں بھی ترمیم واضافے روزمرہ کا ایک معمول رہا۔ قانون کی اس قسم کو ہم "انسانی قانون" سے تعبیر کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کا بنانے والا خود انسان ہوتا ہے اور یہ انسانی دماغ کا اثر ہے۔

دوسری قسم قانون وہ ہے جس کے بنانے والا بالائی طاقت رہی۔ یعنی مقنن نے اپنی ضروریات کے لئے نہیں۔ بلکہ دوسروں کی ضروریات کے لئے قانون وضع کیا۔ اس میں وقتی مصلحت یا حالات کی ضرورت کی رعایت نہیں رکھی گئی۔ بلکہ ابدی ضرورت کو مدنظر رکھ کر قانون بنایا تھا۔ اس لئے وقت اور ضرورت کی تبدیلی سے اس کے قانونی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ یہ عمر بھر کے لئے قابل عمل رہا۔ اس قانون کو "رحمانی قانون" کہا جاتا ہے۔

انسانی قانون کی حقیقت آج قانون کا لفظ بول کر معاشرہ میں اس سے اول الذکر قانون مراد لیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض لوگ جو ذہنی جمود کے شکار ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک قانون صرف انسانی قانون سے عبارت ہے مذہب یا عقیدہ کا قانون سے کوئی رشتہ نہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک قانون اجتماعی زندگی کا محافظ ہے جبکہ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ قانون ایک انسان کا دوسرے انسان سے تعلقات کا تعین کرتا ہے جب کہ مذہب خدا اور انسان کے تعلقات کا تعین کرتا ہے۔ یہ رائے حقیقت اور واقعات سے صریح مخالف ہے۔ لہذا ایسی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی تاہم اس سے بھی انکار نہیں کہ انسانی قانون نے کچھ اچھے ثمرات بھی دکھلائے۔ لیکن "واثمھما اکبر من نفعھما" یعنی ثمرات سے مضرات زیادہ ہیں۔ قانون کی یہ شکل ہر دور میں مختلف رہی۔ قدیم مدت میں قانون امیر یا خاندانی سربراہ کی زبان سے نکلی ہوئی بات ہوتی۔ خاندانی سربراہ جو قاعدہ مقرر کرتے تو اس کو قانون کا درجہ حاصل رہتا۔ کسی کو اس سے مخالفت کی جرأت نہ ہوتی۔ ورنہ خلاف ورزی کی صورت میں بڑی شدت سے اس کا محاسبہ کرتے۔

اٹھارھویں صدی کے آخر سے جب انسانی حقوق کے تحفظ کا نیا نعرہ لگا کر جمہوریت کی آواز بلند ہوئی تو اس سے قانون بنانے کے طریقہ کار میں کافی تبدیلی آئی۔ موجودہ وقت کے قانونی ذخائر اور حالات و واقعات خاص کر جمہوری اصول کو مدنظر رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ دور میں انسانی قانون کے بنانے والے تین

شعبے ہیں۔

مقننہ کے مختلف شعبے | انسانی قانون بنانے میں تین شعبوں کا بڑا دخل ہے۔ گویا یہ تینوں انسانی قانون کے ماخذ اور مراجع ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ سربراہ مملکت ۔ ۲۔ آئین ساز ادارے ۔ ۳۔ عدالتی نظائر

سربراہ مملکت | یہ شعبہ قدیم دور کے خاندانی سربراہ کی ایک جدید شکل ہے۔ البتہ قدیم دور میں خاندانی سربراہ مختار کل ہوتا۔ اور اس دور اس شعبہ کو محدود اختیارات حاصل ہیں۔ سربراہ مملکت مفاد عامہ کے پیش نظر ہنگامی حالات میں نظریہ ضرورت کے تحت کوئی نہ کوئی قانون "آرڈیننس" کی صورت میں نافذ کر سکتا ہے۔ اگرچہ سند منظوری کے لئے کسی پارلیمنٹ کی طرف رجوع ضروری ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی قانون بنانے میں سربراہ مملکت کافی دخل رکھتا ہے۔

آئین ساز ادارے | قانون بنانے والوں کا دوسرا اہم شعبہ "آئین ساز" ادارہ ہے جمہوری ممالک میں اس ادارہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ایسے ادارہ کی محنت اور سعی سے بنا ہوا قانون جدید ذہن والے صحیفہ آسمانی کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اس میں ترمیم و اضافہ کا حق بھی متعلقہ ادارہ کو حاصل رہتا ہے۔ آج کل قومی اور صوبائی اسمبلیاں اور سینٹ کے ادارے اس کے نمونے ہیں۔ ان اداروں میں کثرت رائے سے جو بات سامنے آتی ہے اس کو ملک کا قانون سمجھا جاتا ہے۔ اس میں رؤس کی کثرت کا اعتبار رہتا ہے جس بات کی حمایت میں زیادہ ووٹ نکل آئے تو وہ قانون رہتا ہے گویا اس میں تمام تر فیصلے کثرت رائے پر مبنی ہیں۔ اگرچہ قانونی شکل کے لئے اس میں (BILL) وغیرہ کے مراحل سے نکلنا پڑتا ہے۔ لیکن منظوری کے بعد قانونی قالب میں اس کو ڈال کر ملک کے قانون کا مستقل حصہ بن جاتا ہے۔

عدالتی نظائر | انسانی قانون کا تیسرا ماخذ، عدالتی نظائر ہوتے ہیں۔ ملک کی عدالت عالیہ اپنی صوابدید پر قانون کی کوئی تعبیر کی رو سے جو فیصلہ کرتے ہیں تو ماتحت عدالت اس کو دیکھ کر فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ مثلاً ہمارے پاکستان کی اعلیٰ عدالت "سپریم کورٹ" نے جب ایک فیصلہ کیا تو "ہائی کورٹ" یا ماتحت عدالتیں اس فیصلہ سے متاثر ہوتی ہیں زیریں عدالتیں اپنے فیصلے بھی اس کا لحاظ رکھتی ہیں تو یہ فیصلے مستقل قانون کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔

عہد حاضر میں انسانی قانون یا قانون سازی انسان کے بنیادی حقوق کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے۔

رحمانی قانون کی حقیقت | قانون کی دوسری قسم یعنی "رحمانی قانون" کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے جب حضرت آدمؑ کو جنت سے اتار کر زمین پر بھیجا تو اس وقت حضرت آدمؑ سے وعدہ کیا۔

فاما یأتینکم منی ھدیً (سورۃ بقرہ ۳۸)

یعنی میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت نامہ اور ضابطۂ حیات آئے گا۔ تیری اولاد کے لئے اس کی تابعداری ضروری ہوگی۔

انسانی ہدایت کی یہ حقیقت دوسری جگہ یوں بیان کی گئی ہے۔

یٰبنی آدم اِمّا یاتینّکم رسلٌ منکم یقصون علیکم اٰیٰتی (الاعراف ۳۴)

اے اولادِ آدم تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے جو میری آیتیں بیان کریں گے۔

ان دونوں آیتوں کو ملا کر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کے لئے ضابطۂ حیات کی تقرری اور تعین کے لئے دو راہیں متعین کیں۔ ایک "ھدیٰ" یعنی ہدایت اور دوسری راہ "رسول" ہے۔ گویا رحمانی قانون کے مآخذ اور مراجع اصولی طور پر یہ دونوں ٹھہرائے گئے۔

رحمانی قانون کے مآخذ حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی ہدایت کے لئے کتنی کتابیں نازل کی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک سو چار کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہیں۔ دس صحائف حضرت آدمؑ پر۔ پچاس صحائف حضرت شیثؑ پر۔ تیس صحائف حضرت ادریسؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ پر دس صحائف اتارے اور چار بڑی کتابیں نازل کیں۔ جو تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید ہیں۔

یہ ایک سو چار کتابیں حقیقت میں رحمانی قانون کے مختلف ایڈیشن اور نسخے ہیں پھر قانون کا یہ اہم کام ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء سے لیا گیا۔ گویا ماضی میں یہ دو راہ یعنی ھدیٰ اور رسول متعین تھیں۔ لیکن جب رحمانی قانون کا آخری کامل اور مکمل نسخہ "قرآن" کی شکل میں خاتم الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آئندہ کے لئے سلسلۂ نبوت ختم کر کے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں طریقوں کے ساتھ دوسرے دو طریقے اور بھی شامل کئے۔ جس کو "اجماع امت" اور "قیاس" کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ	اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی
و اطیعو الرسول و اولی الامر	تابعداری کرو اور اولی الامر کی تابعداری کرو

منکم فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول (سورۃ النساء ۵۹) اور اگر کسی چیز میں جھگڑا پڑے تو اللہ اور رسولؐ کے احکام کی طرف رجوع کرو۔

اس آیت میں رحمانی ہدایت کے ماخذ اربعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ اسلامی قانون اور رحمانی ہدایت کے چار ماخذ ہیں۔ اطیعوا اللہ سے کتاب اللہ، اطیعوا الرسول سے سنت الرسول، اولی الامر سے اجماع اور فردوہ الی اللہ والرسول سے قیاس کی طرف اشارہ ہے۔

گویا اسلامی قانون کبھی آدم اور صحف آدم کی شکل میں آیا۔ کبھی شیثؑ کے پچاس نسخوں میں آیا۔ کبھی ادریس اور صحف ادریسؑ کی شکل میں آیا۔ کبھی ابراہیمؑ اور صحف ابراہیم کی شکل میں وضع ہوا۔ کبھی داؤد اور زبور، کبھی موسیٰ اور توریت اور کبھی عیسیٰ اور انجیل کی شکل میں آیا۔ اور آخری ناقابل ترمیم مسودہ "قرآن" کی شکل میں اترا۔ جس کی تفصیل سنت رسولؐ، اجماع امت اور قیاس سے کرائی گئی۔

اسلامی قانون کے بارے میں غیر مسلموں کے تاثرات اسلامی قانون کے خصوصیات اور امتیازات یا تقابلی مطالعہ کے بغیر ہمارے مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ انسانی قانون کے مقابلہ میں رحمانی قانون انسانی معاشرہ کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ اور یہ صرف ہم نہیں بلکہ غیر مسلم بھی اس کا اقرار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ کہ اسلامی قانون سے زیادہ کوئی دوسرا قانون وقت اور حالت کے لئے مناسب نہیں۔

ڈاکٹر سیموئیل لکھتے ہیں کہ قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانے کے لئے موزوں ہیں کہ تمام صدائیں خواہ مخواہ اس کو قبول کرتی ہیں۔ اور محلوں، ریگستانوں، شہروں اور سلطنت میں گونجتا ہے۔

۲۔ مسٹر ولف کہتا ہے۔ وسیع جمہوریت، رشد و ہدایت، انصاف و عدالت، فوجی تنظیم و مالیات اور غرباء کی حمایت اور ترقی کے اعلیٰ آئین قرآن میں موجود ہیں۔

۳۔ ڈاکٹر مولیس فرانسیسی لکھتا ہے۔

قدرت کی عنایتوں نے جو کتابیں انسان کو دیں قرآن ان سب سے افضل ہے۔ (علوم القرآن ص ۲۴۳)

اسلامی قانون کے اہم شعبے اگرچہ قانون کا شعبہ "دستوری قانون" CONSTITUTIONL LAW انتظامی قانون ADMISTRATIVE LAW اور خارجہ پالیسی کا پورا تذکرہ قرآن و حدیث میں موجود ہے اور عملی تجربہ خلفائے راشدین کے دور خلافت میں نمایاں ہے۔ دستوری قانون اور انتظامی قانون اظہر من الشمس ہیں کہ ہمارا دستور قرآن و سنت ہے۔ اور اس میں ہر ایک کے اختیارات محدود ہیں۔ اور خارجی پالیسی بھی واضح ہو

کہ تعلقات جوڑنے اور توڑنے کے لئے اسلام ہی بنیادی سبب قرار دیا گیا ہے۔ تاہم غیر مسلم ممالک سے معاملات اور تعلقات رکھنے میں رخصت دے کر تمام دنیا سے خارجی پالیسی بنانے کی اجازت دی ہے لیکن دوستی کا ہاتھ صرف اسلامی ممالک کے ساتھ بڑھایا جائے گا۔

موجودہ وقت میں بین الاقوامی یا ملکی قوانین کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قانون کے دو شعبے بہت اہم سمجھے جاتے ہیں۔ رعیت کی خوشحالی و ترقی اور امن و امان کا مسئلہ ان دونوں شعبوں سے تعلق رکھتا ہے جس میں پہلا شعبہ شخصی قانون PERSONAL LAW اور دوسرا شعبہ ملکی قوانین PUBLIC LAW ہے۔ ہم پوری تفصیل بیان کئے بغیر ان دونوں شعبوں کا ایک طائرانہ جائزہ لیتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ انسانی معاشرہ کی خوشحالی کا راز اسلامی قانون میں مضمر ہے۔

اسلام کا شخصی قانون شخصی قانون کا تعلق عموماً فرد اور خاندان سے ہوتا ہے۔ اسلام میں فرد کے اصلاح کے لئے تین چیزیں خصوصی طور پر بیان کی گئی ہیں۔ جو نماز، روزہ اور حج ہیں۔ ان تینوں عبادات سے اصلاح نفس ہوتی ہے۔ مفسرین ان تینوں سے "امور مصلحۃ للنفس" سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان تینوں عبادات میں باقاعدگی سے انسان میں اتباع قانون ایثار اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث اور فقہ کی کتابوں میں ان کا تذکرہ کتابوں کے ابتداء میں ہوتا رہتا ہے۔

ان تینوں امور کے بعد گھرانے اور خاندان کے جوڑنے کے لئے نکاح، مہر، نفقہ، حضانت، طلاق کے دفعات کتاب النکاح میں بیان ہوتے ہیں۔ تاکہ اس سے انسان ایک خوشحال گھرانہ میں زندگی بسر کر سکے اور طلاق کے قانون پر سہولت دی گئی کہ بصورت ناچاقی خلاصی ممکن ہو۔ گذر اوقات کے لئے اسباب ملک میں بیع و شراء (خرید و فروخت) وصیت، ہبہ، شفعہ، وراثت وغیرہ قوانین معاملات میں بیان ہوئے ہیں۔ تاکہ ملکیت کے اسباب متعین ہوں۔ کسی ایک کو دوسرے کی جائیداد پر ناجائز قبضہ جمانے کا موقع نہ مل سکے۔ موت کی صورت میں میت کی جائیداد میں زور آزمائی، ظلم و ستم اور زیادتی سے بچنے کے لئے وراثت کا عظیم قانون موجود ہے۔

اسلام کا ملکی قانون

PUBLIC LAW میں چند چیزوں کی رعایت ضروری سمجھی جاتی ہے اور ان چیزوں کی حفاظت کو قانون میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حفاظت نفس۔ ۲۔ حفاظت نسب۔ ۳۔ حفاظت مذہب۔ ۴۔ حفاظت مال۔ ۵۔ حفاظت عقل۔ ۶۔ حفاظت عزت۔ اسلامی قانون میں بحمد اللہ ان چھ چیزوں کو تحفظ حاصل ہے۔ وہ کسی دوسرے نظام میں میسر نہیں۔

حفاظت نفس حفاظت نفس کے لئے قرآن نے دو ٹوک اعلان کیا۔

"کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ" اس سے قصاص کا منصفانہ قانون نافذ ہوا تاکہ کسی شخص کا خون رائیگاں نہ گرنے پائے۔ یہاں تک کہ دوسرے امور میں خطا کو اللہ تعالیٰ نے معاف کیا۔ یعنی حقوق اللہ میں اگر غلطی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ وہ معاف کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رفع عن امتی الخطاء والنسیان — میری امت کی خطا اور بھول معاف ہے۔

لیکن انسانی قتل میں خطا کی صورت میں کفارہ اور دیت واجب قرار دی۔ پھر بھی اگر کسی جگہ قاتل معلوم نہ ہو تو پھر محلہ والوں کے لئے "قسامت" کا قانون نافذ کر کے دیت کی وصولی کے لئے عام اہل محلہ کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا انسانی نفس تو کیا انسان کے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے ایک ایک پور کی حفاظت کر لی گئی۔ کہ ایک پور کے بدلہ ۱/۳۰ حصہ دیت واجب ہو گی۔

حفاظت نسب آج آپ ترقی یافتہ ممالک کی حالت دیکھیں جنسی خواہشات کے شکار ہو کر نسب کہیں محفوظ نہیں۔ اسلام نے حفاظت نسب کی ایسی حفاظت کی کہ چند سال قبل ہندوستان کے اعلیٰ عدالت نے یہ فیصلہ سنایا کہ چادر اور چار دیواری کی حفاظت اگر مقصود ہو تو مسلمانوں کے قانون رجم اور حد پر عمل کرنا چاہئے۔ زنا اور حرام کاری کی ممانعت کے علاوہ فساد نسب سے بچنے کے لئے نظر کی حفاظت لازمی قرار دی گئی کہ مسلمان مرد اور عورت کو چاہئے کہ اپنی نظر نیچے رکھے۔ پردہ لازمی قرار دے کر غیر محرم عورتوں سے خلوت اور ناجائز اختلاط ممنوع قرار دے کر فحش کاری کی بیخ کی گئی۔ زنا کی صورت میں شادی شدہ کو رجم اور غیر شادی کو سو کوڑے لگانے کا حکم دیا گیا فرمایا

الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلد — زنا کار مرد اور عورت کو سو کوڑے لگا دئے جائیں۔

حفاظت مذہب انسان کو عقیدہ اور مذہب بڑا پیارا ہوتا ہے۔ اسلام میں "ذمی" کی حقیقت تسلیم کرنے کے بعد اس کے مذہبی اور اعتقادی مسائل میں دخل اندازی ممنوع قرار دی گئی۔ لیکن جو ہمارا ابدی اور ازلی مذہب ہے اس کی مخالفت حد ارتداد سے کی گئی کہ

من بدل دینہ فاقتلوہ — جس نے دین تبدیل کیا اس کو قتل کر دو۔

حفاظت مال مال و دولت کی حفاظت موجودہ وقت کا بڑا اہم مسئلہ ہے۔ آج دولت ہماری حفاظت نہیں کر سکتی ہے۔ بلکہ ہمیں دولت کی حفاظت کرنی ہو گی۔ اسلام میں پہلے انسان کو حلال خوری کی ترغیب دے کر اس کے حلال مال کی حفاظت یوں کی گئی کہ غیر شرعی طریقہ سے کسی مسلمان کا مال کھانا حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈھاکہ، دھوکا اور چوری جرم قرار دی گئی۔ اور ایک شخص کسی کے حلال مال پر دست درازی کرے تو اس پر "حد سرقہ" جاری کرنا ہو گا۔ مستقل حکم یہ دیا گیا:۔ "السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما" چور مرد اور عورت

کا ہاتھ کاٹ دیا جاتے۔

حفاظت عقل | عقل انسان کا وہ جوہر ہے جس کو محفوظ رکھنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ آج ہمارے موجودہ وقت میں منشیات کی وبا حکومتوں کے لئے وقت کا عظیم چیلنج بنا ہوا ہے۔ خود امریکہ اس میدان میں حیران ہے۔ لاکھوں نوجوان اس مکروہ نشہ کے شکار ہو کر خودکشی پر آمادہ ہو رہے ہیں۔ لیکن دنیا حیران ہے۔ میرا بحیثیت مسلمان یہ عقیدہ ہے۔ کہ اگر حد شرب خمر کا مطالعہ کر کے "کتاب الاشربہ" کے باب کا قانون نافذ کیا جائے اور حد شرب خمر نافذ کیا جائے تو ملک میں ایک ہیروئن والا بھی نہیں رہے گا اور عقل کی یہ حفاظت حد شرب الخمر کی صورت میں موجود ہے۔

حفاظت عزت | انسان کی قیمتی جوہر عزت ہے۔ دنیا میں ہتک عزت کا قانون موجود ہے لیکن اسلام کا یہ دفعہ سب سے اہم اور نرالا ہے۔ اس میں ایک شخص کسی دوسرے کو زانی یا چور کے قبیح جیسے القاب سے نہیں پکار سکتا ہے ورنہ حد قذف کے لئے تیار رہنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ ہر وہ کلمات کسی مسلمان شخص کے حق میں استعمال قابل مواخذہ جرم قرار دیا گیا جس سے اس کی عزت پہ زد پڑتا ہو ؞

مولانا محمد رمضان علویؒ کا سانحۂ ارتحال

دو تین ماہ قبل جنوری ۱۹۹۰ء کے درمیانی عشرہ کے اواخر میں تقریباً پون صدی تک اسلاف کے مزاج و مذاق اور قدیم روایات کو زندہ رکھنے والے بزرگ مولانا محمد رمضان صاحب علوی امام و خطیب گلشنِ اقبال راولپنڈی بھی ہم سے روٹھ کر عالم جاوداں کو سدھار گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ـــــ بلاشبہ مولانا مرحوم یادگارِ زمانہ لوگوں میں سے تھے۔ ان کی اٹھک بیٹھک اور ملنے ملانے سے اکابر علماءِ حق اور کبار اسلاف کرام کی خوشبو محسوس ہوتی تھی قرآن کریم کی تلاوت سے مولانا مرحوم کو بے حد عشق اور قرآنی افکار و تعلیمات سے بے پناہ شغف تھا۔ اپنی تمام اولاد اور احفاد کو عالم حافظ اور قاری بنایا۔ اولاد و احفاد اور محبوب تلامذہ کو اس سٹیج تک پہنچانے میں آپ نے قدم بقدم جو محنتیں کیں اس کا ثمرہ شیریں اور میٹھا پھل آج آپ کو مل گیا ہوگا ـــــ ادارہ الحق حضرت مرحوم کے علمی اور عملی اور نسبی جانشینوں بالخصوص مولانا سعید الرحمٰن صاحب علوی، مولانا عزیز الرحمٰن خورشید اور مولانا حافظ عبد الرحمٰن صاحب کے ساتھ غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللّٰھم اغفرہ وارحمہ (ادارہ)